اداریہ

ادبی تحقیق وتنقید کے میدان میں بازیافت کا ہر شمارہ ایک نئی فکری روشنی لے کر آتا ہے، اور علمی وادبی دنیا میں تحقیق وتنقید کے نئے زاویوں کو اجاگر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس سال کا شمارہ بھی اپنی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے اردو ادب کے مختلف جہات پر سیر حاصل گفتگو پر مشتمل ہے۔ اُمید ہے کہ اس شمارے میں شامل مضامین اردو زبان وادب کی وسعتوں اور اس کی فکری گہرائیوں کو سامنے لانے میں معاون ثابت ہوں گے۔

اس سال بازیافت کے لیے ایک اور اہم اعزاز یہ ہے کہ اسے یو جی سی کے کیئر لسٹ میں دوبارہ شامل کر لیا گیا ہے۔ یہ نہ صرف اس کے علمی وقار کی توثیق ہے بلکہ اردو تحقیق وتنقید کے معتبر جرائد میں اس کی حیثیت کو مزید مستحکم کرتا ہے۔ یو جی سی کیئر لسٹ میں شمولیت اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ رسالہ اپنے تحقیقی وتنقیدی معیار کو برقرار رکھتے ہوئے جدید علمی مباحث میں بھی ایک نمایاں مقام رکھتا ہے۔

ادارے کو موصول ہونے والے تحقیقی وتنقیدی مضامین مجلس مراجعت کی منظوری کے بعد ہی شامل اشاعت کیے جاتے ہیں۔ مجلس مراجعت کی منظوری کے بعد زیر نظر شمارے میں تحقیق اور تنقید کے مختلف گوشوں کا احاطہ کرنے والے 20 مضامین شامل کیے گئے ہیں۔ مضمون نگاروں میں بزرگ محققین و ناقدین کے ساتھ ساتھ جواں سال اور نوجواں ناقدین و محققین کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ آغاز میں پروفیسر صغیر افراہیم کا مضمون پریم چند کی عصری معنویت پر روشنی ڈالتا ہے۔ وہ پریم چند کو ایسے فنکار کے طور پر دیکھتے ہیں جس نے کہانی کو محلّات سے نکال کر عام آدمی کی زندگی سے جوڑا اور معاشرتی ناانصافیوں کو نمایاں کیا۔ پروفیسر صاحب کے مطابق پریم چند کے افسانے انسانی اقدار، غربت وامارت

کی کشمکش اور معاشرتی ناہمواریوں کی بہترین مثالیں ہیں۔

پروفیسر علی رفاد فتیحی نے اپنے مضمون میں پروفیسر نذیر احمد ملک کے اسلوبیاتی تنوع پر گفتگو کی ہے۔ وہ ان کی کتاب ادب، ادبی تھیوری اور اسلوبیات کو اردو ادب میں ایک اہم علمی اضافہ قرار دیتے ہیں، جو نہ صرف اسلوبیات کے بنیادی تصورات کو واضح کرتی ہے بلکہ قاری کو ادب کے مختلف نظریاتی اور اطلاقی پہلوؤں سے روشناس بھی کراتی ہے۔

پروفیسر شہاب عنایت ملک نے اپنے مضمون میں علاقائی ناول کے شعریات پر گفتگو کی ہے، جس میں جیلانی بانو کے ناول ایوانِ غزل کا تجزیہ بھی شامل ہے۔ وہ اس ناول کو علاقائی تہذیب، رسم و رواج، اور معاشرتی حالات کی نمائندگی کا ایک بہترین نمونہ قرار دیتے ہیں۔

مضمون 'اسلوبیاتی تنقید کے ارتقائی سفر میں پروفیسر علی رفاد فتیحی کی شراکتیں' میں مصنف/راقم نے اردو اسلوبیاتی تنقید کی فکری و تحقیقی روایت کو ایک تاریخی تسلسل میں پیش کرتے ہوئے پروفیسر علی رفاد فتیحی کی خدمات کا تجزیاتی انداز میں جائزہ لینے کی کوشش کی ہے۔ مضمون نہ صرف اردو میں اسلوبیاتی تنقید کی تشکیل و ارتقا کو واضح کرتا ہے بلکہ اسے لسانیات، ساختیات اور بیانیات جیسے جدید علمی دبستانوں کے تناظر میں بھی مربوط کرتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ مضمون اردو تنقید کے جدید رجحانات کو سمجھنے میں قارئین کے لیے مدد و معاون ثابت ہوگا۔

ڈاکٹر طارق احمد آہنگر اور اشفاق احمد کے مشترکہ مقالے میں قرآن کو سمجھنے میں سیاق کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے، اس مضمون میں داخلی اور خارجی سیاق کی مدد سے آیات کے صحیح معنی تک پہنچنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر کوثر رسول نے شہ زور کشمیری کی دو نظموں کا مارکسی تجزیہ کیا ہے، جس میں ان کی شاعری کے سماجی اور طبقاتی تصادم کی عکاسی کو نمایاں کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر مشتاق حیدر نے پروفیسر محمد اسد اللہ وانی کی افسانوی کائنات پر گفتگو کی ہے۔ اس مضمون میں پروفیسر وانی کے افسانوں میں داخلی و خارجی زندگی کی پیچیدگیوں اور سماجی ناہمواریوں کو اجاگر کیا گیا ہے۔

فکشن تحقیق وتنقید کے ذیل میں ہی جناب غلام صدانی صاحب نے اپنے مضمون میں ڈاکٹر سلیم خان کے فکشن میں اکیسویں صدی کے تقاضے اور عالمی منظر نامہ کا تجزیہ پیش کیا ہے، جس میں ان کے ناولوں کو عصری تقاضوں اور جدید مسائل کے عکاس کے طور پر دیکھا گیا ہے۔

ڈاکٹر شہناز قادری کا مضمون اکیسویں صدی کے اردو فکشن میں جموں و کشمیر کے تخلیق کاروں کے نمایاں کردار کو اجاگر کرتا ہے۔ آنند لہر، ترنم ریاض اور شفق سوپوری جیسے ناول نگاروں کی تخلیقات کا عالمانہ مطالعہ اس مضمون کی بنیاد ہے۔ مضمون میں فکشن کے ذریعے علاقائی، تہذیبی، نسائی اور قبائلی موضوعات کو بصیرت افروز انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ مطالعہ معاصر اردو فکشن کی فکری وفنی جہات کو سمجھنے میں نہایت معاون ثابت ہوتا ہے۔

ڈاکٹر ریاض توحیدی نے ادبی تنقید کے مفہوم اور اس کے عملی اطلاق پر روشنی ڈالی ہے۔ وہ عام تنقید اور ادبی تنقید کے درمیان فرق کو واضح کرتے ہوئے اس بات پر زور دیتے ہیں کہ ادبی تنقید کسی بھی تخلیق کے فنی، لسانی، تکنیکی، اور موضوعاتی تجزیے کا نام ہے۔

ڈاکٹر شاہ فیصل نے وحشی سعید کے افسانوی ادب کا تجزیہ کیا ہے۔ ڈاکٹر فیصل کا کہنا ہے کہ وحشی سعید کی تحریروں میں سماجی وتہذیبی عناصر اور عالمی منظر نامے کی جھلک نمایاں ہے۔ اسی طرح جناب عباس گنائی نے راجندر سنگھ بیدی کے افسانے متھن کا تجزیہ پیش کر کے سماجی نابرابری، عورت کے استحصال، اور آرٹ کی بے قدری کو اجاگر کیا ہے۔

بابا غلام شاہ بادشاہ یونیورسٹی میں اردو کے استاد ڈاکٹر آصف علیمی نے فاروق نازکی کو جموں کشمیر کی جدید اردو شاعری کے نمائندہ شاعر کے طور پر پیش کیا ہے۔ ڈاکٹر علیمی کے مطابق فاروق نازکی جدید لفظیات، اسلوب اور منفرد علامت نگاری میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ جبکہ کلسٹر یونیورسٹی، سرینگر سے وابستہ اردو زبان وادب کے استاد جناب عبدالغنی کمار نے اپنے مضمون میں کشمیر کے معتبر اردو شاعر نذیر آزاد کی شاعری کا سیر حاصل تجزیہ کیا ہے۔ مذکورہ مضمون میں ان کی شاعری میں جدیدیت اور ترقی پسند نظریات کی جھلک کو نمایاں کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر محمد یونس ڈار نے جدید اردو غزل میں تنہائی کے کرب پر گفتگو کی ہے۔ ڈاکٹر یونس نے مثالوں کے ذریعے اپنی بات رکھنے کی کامیاب کوشش کی ہے کہ کس طرح جدید غزل میں فرد کے ذہنی، جذباتی، اور روحانی بحران کو شاعرانہ انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر نثار احمد والو نے اردو میں سلام گوئی کی روایت پر تحقیقی و تنقیدی تجزیہ پیش کیا ہے، جس میں اس صنف کے ارتقا اور اس کی ادبی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے۔

افسانوی تنقید پر مبنی اُویس احمد بٹ کا مضمون "یہ چھوٹا سا دائرہ: وجودی شناخت کا مسئلہ" جدید اردو افسانے کی وجودی قرأت کا ایک نمائندہ مطالعہ ہے۔ مضمون میں بیانیہ تجزیہ، وجودی فلسفے اور تنہائی کے شعور کو فکری گہرائی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ افسانے کے اسلوب، کرداروں اور موضوعاتی جہات کا باریک بینی سے جائزہ لیا گیا ہے۔ مضمون قاری کو انسانی تعلقات، داخلی انحطاط اور معنویت کے سوالات پر سوچنے پر مجبور کرتا ہے۔ اس تحریر کو معاصر اردو افسانہ فہمی میں ایک سنجیدہ اور اہم اضافہ کہا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر راکیش کمار کا مضمون اردو نعتیہ شاعری کے ایک اہم مگر کم مطالعہ شدہ پہلو— غیر مسلم شعرا کی نعت گوئی— کو فکری گہرائی اور ادبی نزاکت کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ مصنف نے نعت کو محض عقیدت نہیں بلکہ ایک روحانی و جمالیاتی تجربہ قرار دیا ہے، جو بین المذاہب ہم آہنگی اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ کے آفاقی پہلو کو اجاگر کرتا ہے۔ یہ تحریر اردو نعتیہ ادب میں ایک قابلِ قدر علمی اضافہ ہے۔

ڈاکٹر مظفر منظور نے جموں و کشمیر میں اردو زبان کے فروغ میں ریڈیو کے کردار پر روشنی ڈالی ہے جبکہ پیرزادہ محمد زاہد کا نو تاریخیت پر مبنی مقالہ تاریخ اور ادب کے باہمی تعلق کو نئے تناظر میں سمجھنے کی کوشش نظر آتا ہے۔ اس مضمون میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ تاریخ محض ایک معروضی بیانیہ نہیں بلکہ ایک پیچیدہ اور متنوع بیانیوں کا مجموعہ ہے، جو ثقافتی، سیاسی اور سماجی عوامل سے متاثر ہوتا ہے۔ نو تاریخیت اس فکری دھارے کی نمائندگی کرتی ہے جو ماضی کے مطالعے کو جامد اور مکمل حقیقت کے بجائے ایک متحرک اور جزوی تشکیل کے طور پر دیکھتی ہے۔ اس مضمون کی اہمیت اس امر میں ہے کہ یہ ادبی مطالعے کو محض جمالیاتی تجزیے تک محدود نہیں رکھتا بلکہ اسے تاریخی شعور سے جوڑنے کی سعی کرتا ہے۔

یہ شمارہ اردو زبان و ادب کی وسعت، اس کے تحقیقی وتنقیدی امکانات، اور فکری جہات کو سامنے لانے کی ایک اور کوشش ہے۔ امید ہے کہ بازیافت کا یہ شمارہ بھی اردو زبان وادب سے شغف رکھنے والوں کے ساتھ ساتھ طلبہ اور ریسرچ اسکالروں کے لیے سودمند ثابت ہوگا۔ ادارہ رسالے کے معیار کو خوب سے خوب تر بنانے کے لیے تعمیری تنقید کا خندہ پیشانی سے خیر مقدم کرتا ہے۔

بازیافت کے اس شمارے کو منظر عام پر لانے کے لیے ادارہ یونیورسٹی کے اعلیٰ حکام، عزت ماب وائس چانسلر پروفیسر نیلوفر خان صاحبہ، ڈین اکیڈمک افیرس پروفیسر پیرزادہ شریف الدین صاحب اور رجسٹرار پروفیسر نصیر احمد کی ذاتی کاوشوں کے لیے تہہ دل سے شکر گزار ہے۔ ادارہ ان تمام مصنفین کا بھی سپاس گزار ہیں جن کے مضامین اس شمارے کی زینت بنے۔ مدیران ڈاکٹر مشتاق حیدر و ڈاکٹر کوثر رسول کا بھی شکریہ ادا کرنا لازمی بنتا ہے کہ جنہوں نے س شمارے کو مرتب کرنے اور اس کی اشاعت کو ممکن بنانے میں اپنی علمی صلاحیتوں اور غیر معمولی محنت سے بھرپور کردار ادا کیا۔ ادارہ اس بات کا بھی معترف ہے کہ ان کے ادبی ذوق نے شمارے کے معیار کو بلند کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

پروفیسر اعجاز محمد شیخ
مدیر اعلیٰ